السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر حضور ﷺ کی قبر مبارک کے نزدیک درود اور سلام پڑھا جائے تو کیا آنحضرت ﷺ سن سکتے ہیں ؟ کیا آنحضرت ﷺ اس شخص کے سلام کے جواب دیتے ہیں ؟ کیا انبیاء علیہم السلام کے قبر میں ''رزق'' دیا جاتا ہے ؟ کیا انبیاء کرام اپنی قبروں میں عبادت کرتے ہیں ؟ نیز کیا دور دراز جگہ سے اگر کوئی شخص درود اور سلام پڑھے تو کیا حضور ﷺ کو پہنچ جاتا ہے ؟

نوٹ : میں نے سنا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حیاۃ النبی ﷺ پر باقاعدہ رسالے لکھے ہیں کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں تو کیا یہ بات صحیح ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کی طرف ایک منسوب یہ روایت ہے ۔ ہاں اس قسم کی روایتیں کتابوں میں موجود ہیں لیکن وہ سند کے اعتبار سے سخت مخدوش ہیں جو دلیل بننے کے قابل نہیں ، مثلاً : حضرت ابوہریرہ

(من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ . (رواہ البہقی فی شعب الایمان

''کہ '' جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں سن لیتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے ۔

لیکن یہ روایت سخت کمزور ہے وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں دو راوی علاء ابن عمرو الحنفی اور محمد بن مروان سدی (استاد و شاگرد) جھوٹے شمار کیے گئے ہیں ، استاد محمد بن مروان سدی حدیث گھڑنے میں اور جھوٹی حدیثیں روایت کرنے میں شہرت رکھتا ہے ۔

(محمد بن مروان سدی بن عبد اللہ بن اسماعیل السدی الکوفی متہم بالکذب (تقریب ص 318

حافظ محمد بن عبد الہادی مقدسی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

(ہذا الحدیث موضوع علی رسول اللہ ﷺ ولم یحدث بہ ابوہریرہ ولا ابوصالح ولا الاعمش و محمد بن مروان السدی متہم بالکذب والوضع (الصارم المنکی ص 190

نے الغنی فی الضعفاء میں بھی نقل کیا ہے (440 ج 2) مرعاۃ المفاتیح شرح دوسرے راوی علاء بن عمرو کے بارے میں امام ابن حبان لکھتے لایجوز الاحتجاج بہ بحال (کتاب المجروحین ص 173 ج 2) یہ قول حافظ ذہبی مشکوۃ میں اس روایت کے سلسلے میں بہت عمدہ فیصلہ دیا ہے ۔

وبالجملہ حدیث ابی ہریرہ ہذا ضعیف غایۃ الضعف واہ ساقط بل لوادعی احدکم کونہ موضوعا لایکون فیہ شیء من المبالغۃ والعجب من المصنف انہ اورد ہذا الحدیث من غیر ان یذکر مافیہ من الکلام الموجب سقوطہ عن الاحتجاج والاستشہاد (والاعتبار. (مرعاۃ ص 699 ج 1 طبع لاہور

یعنی '' حاصل یہ ہے کہ یہ روایت سخت ضعیف ، واہی اور ساقط ہے ، اگر کوئی اسے موضوع کہہ دے دیا تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا ۔ خطیب تبریزی پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو بلاجرح ذکر کر دیا ہے کیونکہ کسی طرح بھی یہ روایت دلیل استشہاد اور اعتبار کے قابل نہیں ۔''

میں کہتا ہوں لطیفے کی بات یہ ہے کہ اس روایت کے بعض الفاظ میں ''سمعتہ'' کا لفظ ہے ہی نہیں جیسا کہ صاحب المنکی کا ذکر کیا ہے ، اور وہ یہ ہے :

(عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہ ملکا یبلغنی وکفی امر آخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شہیدا وشفیعا (الصارم المنکی ص 180 طبع جدید

یعنی '' جو میری قبر کے پاس مجھ پر صلوۃ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو درود کو مجھ تک پہنچا دیتا ہے ، درود پڑھنے والے کے اخروی اور دنیوی کام ٹھیک کر دیئے جاتے ہیں ۔ میں اس کا گواہ اور سفارشی بنوں گا ۔''

راوی اس روایت کا بھی وہی سدی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ روایت یہ بھی خودساختہ اور جعلی ہے ۔ علاوہ ازیں یہ روایت کئی دوسری حدیثوں کے خلاف ہے جو اکثر حسن درجے کی ہیں اور سنن مسانید اور معاجم میں مروی ہے ، چنانچہ سنن ابی داؤد کی یہ مشہور حدیث ہے :

(عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام – (مشکوۃ مع مرعاۃ ص 688 ج 1

) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جو شخص بھی سلام پڑھتا ہے تو میری روح واپس کی جاتی ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں ۔ (اس حدیث کو تشابہت سے سمجھنا چاہیے ۔ ع، ح

(انما ہو حدیث اسنادہ مقارب وصالح ان یکون متابعا لغیرہ وعاضدالہ (مرعاۃ

دیکھیے اس روایت میں دور نزدیک قبر اور غیر قبر کا کوئی فرق بیان نہیں ہوا ۔

سے مروی ہے دوسری حدیث اس روایت حضرت ابوہریرہ :

(قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلوتکم تبلیغی حیث کنتم . (رواہ ابوداؤد واسنادہ حسن

"کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ لوگو اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ ٹھہرانا اور مجھ پر درود پڑھنا ، بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے تم خواہ کہیں بھی ہو ۔ ابوہریرہ "

سے محدث ضیاء مقدسی نے اور بھی نقل کی ہیں ۔ بن علی اور علی بن ابی طالب اس حدیث میں بھی دور یا نزدیک کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ۔ اسی طرح کی حدیثیں حضرت حسین

شیخ محمد بن عبدالہادی مقدسی لکھتے ہیں :

فہذہ الاحادیث المعروفۃ عند اہل العلم التی جاء ت من وجوہ حسان تصدق بعضہا بعضا فہی متفقۃ علی ان من صلی اللہ علیہ وسلم من امتہ فان ذلک یعرض علیہ ویبلغہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تسلیما :

درود و سلام کے متعلق اہل علم کے ہاں جو حدیثیں مشہور ہیں وہ بحثیت مجموعی اتنی قوی ہیں کہ وہ حسن بن جاتی ہیں ، ان میں صرف نبی ﷺ تک درود پہنچا دینے کا ذکر ہے ان میں سے کسی میں یہ ہرگز نہیں آتا کہ آپ براہ راست "
سن لیتے ہیں" ۔

ب) انبیاء کرام برزخی زندگی گزار رہے ہیں اور ان کو رزق بھی برزخی ملتا ہے ۔ دنیوی زندگی یا دنیوی رزق دیا جاتا کہیں ثابت نہیں ہے ۔ علاوہ ازیں قبر میں رزق دیئے جانے کی روایت سنن ابن ماجہ میں بایں سند وارد ہے ۔)

حدثنا عمرو بن سواد المصری حدثنا عبداللہ بن وہب عن عمرو بن الحارث عن سعید ابی ہلال عن زید بن ایمن عن عبادۃ بن نسی عن اَبِی الدرداء رضی اللہ عنہا خرج ابن ماجہ فی سننہ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَإِنَّہُ مَشْہُودٌ تَشْہَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ ، وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہُ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہَا ، قَالَ : قُلْتُ : وَبَعْدَ الْمَوْتِ ؟ ! قَالَ : وَبَعْدَ الْمَوْتِ ، اِنَّ اللّٰہَ حَرَمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ) (سنن ابن ماجہ ص500 ج1

نے پوچھا : آپ ﷺ کے مرنے کے بعد درود آپ ﷺ پر پیش کیا کہ "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو ۔ اس درود پر رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور درود پڑھنے والے کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے ۔ ابوداؤد
جاتا رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں موت کے بعد بھی ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیا ہے ۔ اللہ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے ۔ "

لیکن یہ سند دلیل اس لیے نہیں ہو سکتی کہ یہ ضعیف ہے کیونکہ دو جگہ اس میں انقطاع ہے ۔ حضرت ابودرداء سے عبادہ بن نسیی کا سماع اور عبادہ سے زید بن ایمن کا سماع ثابت نہیں ہے ۔ لہٰذا نا قابل حجت ہے ۔ علامہ سندھی
لکھتے ہیں :

(ہذا الحدیث صحیح الا انہ منقطع فی موضعین لان عبادۃ بن نسبی روایتہ عن ابی الدرداء مرسلۃ قالہ العلاء وزید بن ایمن عن عبادۃ مرسلۃ قالہ البخاری) حاشیہ سندہی علی سنن ابن ماجہ ص501 ج1

لکھتے ہیں ۔ حافظ ابن حجر

رجالہ ثقات لکن قال البخاري زید بن أیمن عن عبادۃ بن نسی مرسل (تہذیب التہذیب ص398 ج3) زید بن ایمن مقبول من السادسۃ طبقۃ عاصر والخامسۃ لکن لم یثبت لہم لقاء احد من الصحابۃ کابن جریج (تقریب
ص110و112)

بہر حال انبیاء ، اولیاء ، شہداء اور مومنین کو برزخی زندگی حاصل ہے ۔ شہداء کی برزخی زندگی عام مومنین کی زندگی سے اعلیٰ ہے اور انبیاء کی برزخی زندگی سے اعلیٰ اور قوی ہے ، لیکن اس برزخی زندگی کو دنیا کی زندگی قرار دینا نصوص
صریحہ سے صریح انکار ہے ۔ قرآن مجید میں ہے ۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُم مَّیِّتُونَ ۳۰ ... سورۃ الزمر

"یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں "

تشریف لائے ۔ حمد و ثنا کے بعد خطبہ پڑھا نے آنحضرت ﷺ کی موت پر یقین نہ کیا تو حضرت ابوبکر اور بعض صحابہ کرام جب فرط عقیدت اور وفور غم سی حضرت عمر :

الا من کان یعبد محمد فان محمد قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُم مَّیِّتُونَ ۳۰ وقال وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَإِن مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَن یَنقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَن یَضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِي اللّٰہُ الشَّاکِرِینَ) . (صحیح بخاری ج1 ص116

نے قرآن کی یہ دو آیتیں پڑھیں "یقیناً خود آپ کو سن لو کہ جو شخص محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کو پوجا کرتا ہے اسے معلوم رہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ زندہ جاوید ہے اسے کبھی موت نہیں ، پھر صدیق "
بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں ۔ " (سورہ زمر) " (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں ، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں ، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں ، تو تم

''اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ؟ اور جو کوئی پھر جائے اپنی ایڑیوں پر تو ہر گز اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑے گا، عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو نیک بدلہ دے گا۔

کا ترکے کا مطالبہ کرنا بجائے خود وفات رسول ﷺ پر شاہد عدل ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد تجہیز و تکفین، لحد، جنازہ، ازاں بعد خلافت کا انعقاد، حضرت فاطمہ، علی اور عباس

ج) قبروں میں انبیاء کی زندگی، عبادت اور نماز کے متعلق اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے) :

(الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون – (بیہقی

''کہ '' انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

اولاً یہ حدیث بھی صحیح نہیں اس کا راوی حسن بن قتیبہ خزاعی ہے جس کو امام ذہبی نے ہالک، دار قطنی نے متروک الحدیث، ابو حاتم نے ضعیف ازدی نے لین الحدیث اور عقیلی نے کثیر الوہم کہا (میزان الاعتدال ج1 ص421) شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے بھی اسے ضعیف لکھا ہے (لسان المیزان ص226 ج2)

ثانیاً : اس روایت سے بھی حیات برزخی ہی کا ثبوت مہیا ہو سکتا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ اس حیات دنیوی کا ثبوت اس سے نہین نکلتا جس کے بتدعین قائل ہیں۔

سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی کے دو رسالے اس موضوع پر ہیں لیکن ان میں جو روایات ذکر کی گئی ہیں۔ ان کا حال عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی د) یہ ٹھیک کہ حافظ بیہقی) صحیح و حسن و ضعیف بلکہ مہتم بالکذب نیز درآں کتب یافتہ مے شورد و رجال آں کتب بعضے موصوف بالعدالت اند بعضے مستورو بعضے مجہول واکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نہ نشد اند بلکہ اجماع بر خلاف آنہا منعقد گشتہ وآں کتب این است مسند شافعی، سنن ابن ماجہ) مسند دارمی، مسند ابی یعلی، کتب بیہقی، کتب طحاوی، تصانیف طبرانی عجالہ نافعہ ص 7۔ بقول شاہ عبدالعزیز تیسرے طبقے کی کتب میں کچھ حدیثیں صحیح، کچھ ضعیف، کچھ جعلی ہوتی ہیں۔ اور اکثر حدیثیں اس طبقے کی فقہاء کے نزدیک قابل عمل نہیں بلکہ عمل نہ کرنے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے وہ کتابیں یہ ہیں : مسند شافعی، کبت بیہقی وغیرہ۔ کتب سیوطی پر یوں تبصرہ کرتے ہیں :

مایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی ورسائل و نوادر خود ہمیں کتابہا ہست واشتغال باحادیث ایں کتب واستنباط احکام ازانہا لاطائل یمنمایند، (عجالہ نافعہ ص8) شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی تصانیف میں اسی تیسرے طبقے کی کتب سے روایت اخذ کی ہیں۔ ان حدیث میں مشغول ہونا اوران سے استنباط احکام ناجائز ہے۔

جہاں تک حضرت موسیٰ کی نماز کا تعلق ہے تو وہ معراج کی رات کا واقعہ ہے اور وہ پوری کی پوری رات معجزہ تھی۔ لہٰذا اس سے استدلال بالاتفاق اہل علم صحیح نہیں۔ (5)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص152

محدث فتویٰ